بات لگادی کہ وہ آپ سے ہی ہیں لہٰذا اُنہوں نے لکھا ہوگا۔ پس مروان رضؓ نے بھی حلفاً اُنکی تردید کی۔ اُس حلف کو انہوں نے درخور اعتنا نہ سمجھا اور :

محاصروہ بدارہ ..... وقتلوہ وانفتح باب الفتنۃ۔

پس اُنہوں نے انکے گھر کا محاصرہ کرلیا ...... اور اُن کو شہید کرکے فتنہ کا دروازہ کھول دیا۔

(مقدمہ ابن خلدون صـ۲۱۵ ـ ۲۱۶)

خلاصہ یہ کہ سیّدنا مروان نے نہ تو کوئی خط لکھا تھا اور نہ اُس خط کے ساتھ آپؓ کا کوئی تعلق تھا جو سبائی اور مفسدین دکھاتے پھر رہے تھے بلکہ وہ ایک سازش تھی جو نہ صرف سیّدنا عثمانؓ کے خلاف تھی بلکہ پورے دینِ اسلام کے خلاف تھی۔ سیّدنا مروانؓ کو بھی اُس سازش کا ہدف بنایا گیا اور آج تک بنایا جارہا ہے آپ کے خلاف اور بھی بہت سی غلط روایتیں نقل کی جاتی ہیں، لیکن محققین کے نزدیک وہ روایات پایۂ ثقاہت سے گری ہوئی ہیں، چنانچہ علامہ ابنِ حجر مکیؒ نے اہل بیت نبوی کو ایذا دینے، سیّدنا علیؓ کو ہر جمعہ منبرِ مدینہ پر کھڑے ہوکر سب وشتم کرنے اور سیّدنا حسنؓ اور سیّدنا حسینؓ کی اہانت کی روایات کے بارہ میں صاف اور صریح الفاظ میں لکھا ہے : ـــــــــــــــــ

لم یصح عنہ شئ من ذالک کما ستعلمہ مما سأ ذکرہ ان کل ما فیہ نحو ذالک فی سندہ علۃ و لھذا روی لہ البخاری وغیرہ ولو یخرجہ المحدثون ولو صح عنہ شئ من ذالک لنقلہ و الحفاظ وتکلموا علیہ ــ

ان میں سے کوئی شئی بھی صحیح نہیں ہے جیسا کہ تمہیں پتہ چلے گا اور جن روایات میں ایسی باتیں مرقوم ہیں انکی سند معلول ہے۔ اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں انکی روایات کو نقل کیا ہے اور نہ محدثین نے ایسی روایات کی تخریج کی ہے۔ اگر یہ روایات صحیح ہوتیں تو حفاظ حدیث انکو نقل کرتے اور ان پر کلام کرتے۔ (تطہیر الجنان صـ۲۶)

(باقی آئندہ)

نقد و نظر
مولانا محمد عبدالحئی چوہان

اظہارِ حقیقت

[۴]

اس کے بعد بیان کیا گیا ہے کہ رفیق نے جا کر حضرت معاویہؓ کو یزید کے اس عشق کی کہانی گوش گزار کی انہوں نے اسی وقت حکم صادر کیا کہ یزید کو ہمارے سامنے پیش کرو۔ چنانچہ آپ کے حکم پر اسی وقت تعمیل کی گئی اور اور یزید کو ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ یزید کے پیش ہونے کے بعد باپ اور بیٹے کے درمیان یہ مکالمہ ہوتا ہے

"بیٹا یزید! بیٹھ جاؤ رفیق سے ہمیں معلوم ہوا کہ تم ہماری بے اعتنائی کے شاکی ہو ہم نے کب تم سے تغافل کیا۔ ہماری جانفشانی کو تم نے یک لخت بھلا دیا۔ تمہاری یہ شکایت ناشکری اور احسان فراموشی کا ثبوت ہے"۔

حضرۃ معاویہؓ کی طرف نسبت کردہ ان کلمات کے اندازِ بیان سے ہی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ افسانہ نویس اس کلام کے بین السطور میں کن مسموم نظریات کی طرف اشارہ کر کے رسول اللہ کے ایک جلیل القدر صحابی کے تقویٰ، نزاہت دامن اور ان کے تدبر و سیاست کی شفقت پدری کے بارے میں کس طرح یکسر نفی کرنا چاہتا ہے۔

یزید گھبرا کر بولا" امیر المومنین میں نے جو کچھ کہا وہ نافرمانی کی بنا پر نہیں تھا۔ نہ میں احسان فراموش ہوں۔ کیا کروں۔

میرا دل میرے قبضے میں نہیں ہے جو کچھ کہتا ہوں وہ میرے دل کی زبان ہے۔

اور ہم نے یہ بھی سنا ہے کہ تم کسی سے محبت کرتے ہو۔ آخر وہ فتنۂ روزگار کون ہے؟

جی جی اس کا نام ارینب بنت اسحٰق ہے۔

حضرۃ معاویہؓ نام سنتے ہی اچھل پڑے ارینب؟ وہ تو عبداللہؓ بن سلام کی منکوحہ ہے اس سے تمہیں محبت کس بنا پر ہو گئی"۔

افسانہ نویس یہ کہنا چاہتا ہے کہ حضرۃ معاویہؓ کے جذبات بھی حسن و جمال کے تجسس و تتبع میں یزید سے کم نہیں تھے۔ بلکہ انکی معلومات اس سے بھی زیادہ تھیں اس کے بعد حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کے عمل مخادعت اور انکی حیلہ سازیوں کا بیان ہے۔ جن کے ذریعہ انہوں نے یہ کوشش کی کہ کسی طریقے سے بھی ارینب عبداللہ بن سلامؓ

کی قیدِ نکاح سے آزاد ہو جائے تاکہ یزید کی مرادِ وصل حاصل کی جا سکے۔ ان حیلہ سازیوں پر عملی اقدام سے قبل انہوں نے لطورِ عاقبت اندیشی اپنے جگر گوشہ کو یہ حکم دیا کہ :

> اب ہم تم سے ایک بات کے خواہشمند ہیں ــــــــ وہ یہ کہ تم اپنی محبت کو دل میں چھپائے رکھو اب کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے اور ہمیں اتنی مہلت دو کہ ہم کوئی وسیلہ ڈھونڈ نکالیں اور تمہیں ارنیب سے ملا دیں ۔

اس کے بعد تحریر ہے کہ :

نہایت غور و فکر کے بعد امیر معاویہ کو ایک بات دور کی سوجھی اور اس کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے فوراً عبداللہ بن سلام کو اس مضمون کا خط روانہ کر دیا۔

> منجانب امیر المومنین معاویہ بن ابی سفیان بجانب والئ عراق عبداللہ بن سلام تمہیں اور تمہارے یہاں کے جملہ مسلمان و صحابۂ رسول کو سلام کے بعد واضح ہو کہ ہماری اس تحریر کو ملاحظہ کرتے ہی فوراً ہماری جانب ایک خاص مہم کے لئے روانہ ہو جاؤ جس میں تمہاری خوش بختی اور تکمیلِ نعمت مضمر ہے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ ۔

جب ابن سلام کو امیر المومنین کی طرف سے خط موصول ہوا تو وہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فوراً دمشق روانہ ہو گئے۔ وہاں اُن کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا گیا اور عالیشان ضیافت خانہ میں فروکش کئے گئے۔ عبداللہ بن سلام کو یقین ہو گیا کہ میری قدر و منزلت امیر المومنین کے نزدیک قابلِ رشک ہے۔ اس عزّت افزائی اور پُرتکلّف ضیافت کے پردے میں اُن کے ساتھ مخادعت کا کیا کھیل کھیلا گیا وہ افسانہ نویس کی تحریر میں ملاحظہ کریں :

> "ان ہی ایّام میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مقبول صحابی ابوہریرہ اور ابوالدرداء بھی دمشق میں مقیم تھے عبداللہ بن سلام کے درود کے تین دن بعد شب کے وقت امیر معاویہؓ نے دونوں صحابیوں کو اپنی مجلسِ خاص میں طلب فرمایا اور انہیں داد و دہش سے سرفراز فرما کر کہنے لگے ۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشینو! ہم آپ لوگوں کے